

مطبوعات

مآۃ فتاویٰ فی مسئلہ علم غیب

مؤلفہ: الحاج چوہدری محمد سرفراز خاں

قیمت: درج نہیں

پتہ: مؤلف مقیم کارہ کنڈ ضلع گجرات

اس کتاب میں جس مبحث پر گفتگو کی گئی ہے، وہ ایسے انتہا پسندانہ علامتی (۳۶۸/۵۸۷) مباحث میں سے ایک ہے جسے ایک گروہ منوانے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرا اُس کے بطلان کی۔

در اصل یہ استدلال کی ایک جنگی کارروائی ہے مگر بے نتیجہ اس لیے

کہ ہر فرقے کے لوگوں نے اپنے گرد تعصب کے مسائل سے خاص خاص تعبیرات مسائل کی مضبوط تفصیلی کٹری کر رکھی ہیں۔ حصاز سے باہر کے لوگوں کی آواز اقل تو اندر پہنچتی ہی نہیں۔ اگر پہنچے تو خطرے کا آلام اور جنگ کا بگل بچ جاتا ہے کاش کہ لوگ جنگی ہتھیار پھینک کر ایک ملت کے افراد کی حیثیت سے بھائی بھائی بن کے بیٹھیں اور آپس میں پیار سے افہام و تفہیم کریں، اور پھر بھی اگر اختلاف رہے تو یہ جنگی اختلاف نہ ہو۔

دوسری اہم بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند مرتبہ اور عظمت شان کے لیے جو لوگ بڑی بڑی کاوشیں کرتے سہتے ہیں، ان کی توجہ اس اہم خدمت سے ہٹ جاتی ہے کہ لوگوں کو اصل تعلیم اطاعت رسول کی دینی ہے۔ اصل محب رسول گوہ ہے اور شان رسالت کا قدر شناس وہ ہے جو دین کی اطاعت اور دین کے غلبے کے لیے ویسی ہی مسمی کرے جیسی رسول برحق نے کی۔ اس کو تا ہی کا نتیجہ یہ ہے کہ عظمت رسالت پر ہزار وعظوں اور میلادوں کے باوجود قوم میں تشدد، خیانت اور بے حیائی کے روگ اس تیزی سے پھیل رہے ہیں جیسے کوئی طاعون یا فلو کی کوئی وبا ہو، اور رسالت کی بلند مرتبہ میں نت نئے اضافے کرنے والے حضرات کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ حضور کے اخلاق اور حضور کے کردار کی پیروی کی اپیل کریں۔ لوگوں سے کہیں کہ جھوٹ، چوری، خیانت، قتل، اسمگلنگ، فساد، زنا، شراب، قمار بازی، عریانی، جیسی گندگیوں سے بچو!

اور انہی چیزوں سے روکنے کے لیے حضورؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ وہ اخلاقی رسالت اور کردار رسالت سے بیگانہ اور باغی لوگوں کو متنبہ کر دیں کہ تم ان خرابیوں کے ساتھ ہمارے فرقے یا ہماری مریٰ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ یا پھر وہ دنیا کو دکھائیں کہ ان کے جن لوگوں نے رسولؐ کے وسیع عطائی علم غیب کو مان لیا ہے، ان کے اخلاق، ان کے کردار، ان کے معاملات بہترین معیار کے ہیں کیونکہ ان کا ایمان اُرتجا ہے۔

سوال یہ ہے کہ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہونے یا نہ ہونے یا کم یا زیادہ ہونے سے ہماری اصلاح و فلاح میں کیا فرق واقع ہوتا ہے۔ ہماری اصلاح و فلاح میں فرق اس شعور سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور اخلاقی سنوارنے آئے تھے۔ بعثت (انتصار مکاسم الاخلاق) یہ تہدیدی باتیں ایک مختصر تبرص سے ہیں اگرچہ اب جھل اضافہ معلوم ہوتی ہیں۔ مگر میں جناب مؤلف پر یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ اصل خرابی کیا اور کہاں ہے۔ اور منشاء قرین پر بھی!

اب یحییٰ اصل مسئلہ کو۔ اور کسی دوسرے سے بحث کرنے کے بجائے کوئی بھی مسلمان قرآن شریف کو کھول کر ان آیات کا سادہ ترجمہ پڑھ لے۔

وَعِنْدَكَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (الانعام - ۵۳) انما الغیب
للہ (یونس - ۲۰) واللہ غیب السموات والارض (ہود - ۱۲۳) لا غیب
السموات والارض (الکہف - ۲۷) قل لا یعلم من فی السموات والارض
الغیب الا اللہ (النمل - ۶۵)

صاحب خزائن غیب صرف اللہ ہے اور سورہ بن کی آیت ۲۶، ۲۷ کی تفسیر وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کی جو کچھ باتیں بتانا چاہتا ہے وہ بتاتا ہے۔

رسولوں کو جو غیب بتایا جاتا ہے اس کا وہ حصہ جس سے ہمارا تعلق ہے وہ تو الہامی تعلیم کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اس کا بڑا حصہ قرآن میں ہے اور کچھ باتیں حدیث میں آگئی ہیں۔ اب اگر اس کے علاوہ کوئی سرمایہ علم غیب مانا جائے تو وہ "بلغ ما انزل الیک" کے دائرے سے خارج ہوگا۔ اس دائرے سے اگر خارج ہے تو اس سے ہمارا واسطہ کیا ہے؟ اور جس سے ہمارا واسطہ ہے اس کا حق ادا کرنے کے لیے ہم کیا کرتے ہیں؟ اگر یہ حق ادا کرنے سے ہم فارغ ہو گئے ہیں تو فرصت

کی گھڑیاں گزارنے کے لیے دوسرے دائرے کا کھوج لگاتے رہیے۔ مگر جس طرح الہامی علم کے قطعی دلائل و شواہد ہیں۔ ایسے دلائل و شواہد کیا دھر بھی ہیں؟ نہیں ہیں تو نکتہ آفرینی کا سلسلہ تو ایسا ہے کہ انسانوں نے پیچھڑوں کے دیوتاؤں کو بھی تقدیر ساز انسان ثابت کر دیا۔

جس شخص کو رسول بنایا جاتا ہے کیا اس کو رسالت دیتے ہی پہلے دن سے غیب السموات والارض کے خزانوں کی کنجیاں سونپ دی جاتی ہیں۔ ایسا ہے تو فرشتہ وحی کے بار بار آنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اب تو رسول کو معلوم ہو گیا کہ آگے کب کونسی آیات اترنے والی ہیں۔

کہتے ہیں کہ علم غیب رسولوں کا اپنا نہیں ہوتا، عطائی ہوتا ہے، یعنی خدا کا عطا کردہ۔ سوال یہ ہے کہ دین و شریعت کا علم دینے کی ضرورت بھی واضح ہے۔ اقوام مانیہ کے عبرت انگیز احوال کو بھی غیب کے پردے سے نکال کر سامنے لانے کا مقصد ہے، اور مستقبل کے بارے میں انبیاء جو پیش گوئیاں خدائی علم غیب کی مدد سے کرتے ہیں۔ وہ بھی وجہ جواز رکھتی ہیں۔ لیکن کلی علم غیب کی ضرورت، رسولوں کو کیا ہے، مثلاً انہیں یہ بتانا کہ دنیا بھر میں کتنے ذرہ لٹے خاک اور قطرہ لٹے آب پائے جانے ہیں اور کس لمحے وہ کہاں کس حالت میں ہوں گے، یا دنیا کے ہر پرندے پر کیا گزرتے گی، یا صدیوں میں ارب در ارب چیونٹوں اور دیکوں یا چھپکلیوں اور ٹڈیوں کے لمحہ بہ لمحہ کیا احوال ہوں گے۔ ہر پتہ کب شاخ پر نمودار ہوگا، کب ٹوٹ کرے گا۔ اور ہوائیں اسے اڑا کر کہاں کہاں لے جائیں گی اور آخر میں اس کا انجام کیا ہوگا۔ کیا اس طرح کے سارے علم غیب کو رسولوں کے سپرد کرنے کے معنی تکلیف مالا یطاق کے نہیں ہیں کہ وہ ایک ایسا بوجھ اٹھائیں جس کا سرے سے کوئی احتمال ہی نہیں کرنا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کو تمام تکنیکل علوم سے آراستہ کیا جلتے۔ انہیں سبزیاں کاشت کرنے اور چینی کا کارخانہ چلانے یا اخبار چھاپنے کی تربیت بھی علم غیب کے ذریعے دی جلتے۔

دین سیدھا سا دین ہے۔ پہلی بات یہ کہ ایک خدا ہے اور اس کی یہ یہ صفات ہیں، اس کی دی ہوئی ہدایت اور اس کے اوامر و نواہی کے مطابق عمل پیرا ہونا ہے۔ دوسری یہ کہ خدا کا رسول ہے جس کے ذریعے خدا کی ہدایت اور اس کی مرضی کا علم ہوتا ہے۔ خدا کے اوامر و نواہی کا پتہ چلنا ہے، اور رسول منونے کی عملی زندگی گزار کر دکھاتا ہے کہ خدا کو اس طرح کا جینا پسند ہے۔ خدا خدا ہے، رسول نہیں ہے، اور رسول رسول ہے، خدا نہیں ہے۔ نہ ادھر کا مرتبہ ادھر، نہ ادھر کا مرتبہ ادھر۔

نہ اُدھر کی صفات اُدھر نہ اُدھر کی صفات اُدھر۔

اصل معاملہ تو یہ ہے کہ اس دین کی پیروی ہم کس درجے کی کرتے ہیں اور اس کو ایک غالب نظام زندگی کی حیثیت دینے کے لیے کیا جدوجہد کرتے ہیں، رکاوٹوں اور مزاحمتوں سے کس طرح ہم لڑتے ہیں، قربانیاں کیا دیتے ہیں۔

خدا اپنی جوشان رکھتا ہے، اور رسول اپنا جو مرتبہ رکھتا ہے، دونوں کی طرف سے یہ مطالبہ بڑھنے والا ہے کہ ملت کی وحدت کو برقرار رکھو، فرقہ ساریوں سے بچو، اختلافات پر لڑنے کا طریقہ ختم کر دو، تعصبات کے قلعوں میں بند رہنے کے بجائے دلائل و بیانات سے مسائل کی باہم افہام و تفہیم کرو۔ رسول اللہ کے نامعلوم علم غیب کے نہ ماننے سے ان لوگوں کا جرم زیادہ سخت ہے جنہوں نے نہ ماننے والوں کے خلاف نفرت و عداوت کے محاذ کھڑے کر دیے۔ رسول نے ایک ملت بنائی تھی آپ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہ فرقے بنا دیے ہیں۔

مؤلف سے معذرت کرتا ہوں کہ ان کی کتاب پر گفتگو کرنے کے بجائے میں اپنے تمہیدی نکات میں دوز تک نکل گیا۔ مجھے یہ اعتراف ہے کہ چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب نے کتاب و سنت سے اچھی طرح استفادہ کیا ہے۔ ان کا انداز تحریر اس طرح کا جنگی نہیں ہے جیسا ماہرین افتراق کا ہوتا ہے۔ ان کی کتاب پڑھنے سے مسئلہ علم غیب پر ایک متوسط قاری کو فیادہ معلومات بھی مل سکتی ہیں اور بات بھی اس کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ مگر کوئی محقول گفتگو اور تحقیقی کتاب بھی واعظوں کی ساری تقریروں کا جواب نہیں ہو سکتی۔ جن میں سے ایک نے درس دیتے ہوئے کہا کہ یہ جو آیت ہے

قد نرى تقلب وجهك في السماء (اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ میرے حبیب بار بار چہرہ اُپر اُٹھائیں اور بار بار زیارت کا موقع ملے۔ وہ کام تو ایک ہی دفعہ میں ہو سکتا تھا۔

علم غیب پر مبنی یہ تفسیر میں نے خود دہنی۔

تاہم چوہدری محمد سرفراز خاں نے جو کام کیا وہ ایک نیک کوشش ہے، انہوں نے علم غیب کی گفتگو چھیڑ کر علم دین پھیلانے کی راہ نکالی۔